اسلامی فنون، ایک مطالعہ

مؤلف: سید رضی موسوی
مترجم: ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری

خلاصہ

اسلامی علوم بشمول اسلامی فنون کے مطالعہ کے لئے طریقہ کار(Methodology) کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی کے ذریعہ ہم اسلامی فنون کے بارے میں کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں اور اس سے متعلق دیگر نظریاتی سوالوں کا جواب دے سکتے ہیں۔اس شعبے کے مفکرین نے مختلف طریقوں سے اس موضوع کا مطالعہ کیا ہے جس کی وجہ سے مختلف نتائج حاصل ہوئے ہیں اور اسلامی فنون کی تعریف کے سلسلہ میں بعض تنازعات اور اختلافات بھی اسی وجہ سے سامنے آئے ہیں۔

اسلامی فنون کے مطالعہ کے لئے دو اہم طریقوں کو بروئے کار لایا جاتاہے: پہلا طریقہ فینو مینولوجی (Phenomenology) اور دوسرا طریقہ تاریخیت (Historicism)۔

فینو مینولوجی کا طریقہ جو کہ ہسرل[1] کے فلسفے کے زیر اثر ہے، اسلامی فنون کی تفہیم و شناخت کا ایک اہم ذریعہ ہے جسے حالیہ دہائیوں میں آرٹ مورخین اور مشرقی مذہبی اسکالرز نے استعمال کیا ہے۔

اس طریقہ کار اور اس کے ساتھ ہی تاریخیت کے طریقہ کار میں ہسرل کی فینو مینولوجی اور

---

[1] Husserl Edmund Gustav Albrecht (۱۸۵۹-۱۹۳۸) : ایک آسٹریائی-جرمن فلسفی اور ریاضی دان جس نے اسکول آف فینو مینولوجی قائم کیا۔

ہیگل[۱] کے فلسفہ تاریخ سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ یہ دونوں طریقے اسلامی فن کے خاص زاویوں اور پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور ان میں کچھ مثبت اور منفی نکات بھی پائے جاتے ہیں۔ اس مضمون میں ان دونوں طریقہ کار سے اسلامی فنون کو جاننے کے امکانات کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ تاریخیت پر فینو مینولوجی طریقہ کار کی برتری پر گفتگو کی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ: فینو مینولوجی، تاریخیت، اسلامی فنون

مقدمہ

اسلامی تہذیب و ثقافت میں اسلامی فنون کے مطالعہ کے لئے مختلف تحقیقی طریقوں کو بروئے کار لایا جاسکتا ہے جیسے کہ تاریخی، تجزیاتی، فینو مینولوجی، ہرمینیٹکس (Hermeneutics) وغیرہ اور ان میں سے کسی بھی طریقہ سے اسلامی فنون کی تشریح و تفسیر کی جاسکتی ہے[۲]۔

اسلامی فنون کے مطالعہ کے سلسلہ میں ان میں سے کچھ طریقوں پر زیادہ توجہ دی گئی ہے اور ان کی بنیاد پر اسلامی فنی شہ پاروں کی تشریح کی گئی ہے لیکن بعض طریقوں پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی ہے۔

اگرچہ ایک مسئلہ کا کئی طریقوں سے جائزہ لینے سے اس کے پوشیدہ زاویے زیادہ بہتر انداز میں سامنے آتے ہیں اور مزید مکمل معلومات حاصل ہوتی ہیں لیکن مختلف نتائج سامنے آنے کا بھی امکان ہے۔ مثال کے طور پر، ایک طریقہ، اسلامی فن کی عرفانی تفہیم و تشریح کی طرف لے جاتا ہے اور دوسرا طریقہ اسلامی فن کی غیر عرفانی تشریح کا راستہ ہموار کرتا ہے۔

درحقیقت ماوراء تاریخ[۳] اور تاریخی دو اہم نقطہ نظر پائے جاتے ہیں اور اوپر بیان کئے گئے طریقوں میں سے بعض طریقے ماوراء تاریخ اور بعض تاریخی تجزیہ کے لئے ہیں۔ اگرچہ اسلامی فنون کے

۱- Georg Wilhelm Friedrich Hegel (۱۷۷۰-۱۸۳۱): جرمن فلسفی اور جرمن آئیڈیلزم اور ۱۹ویں صدی کے فلسفے کی ایک بااثر شخصیت۔

۲- فرامرز قراملکی، اصول و فنون پژوہش در گسترہ دین پژوہی، ص ۱۶۲

۳- Trans historicity

محققین نے اسلامی فنون میں استعمال ہونے والے اپنے طریقوں کی وضاحت نہیں کی ہے تاہم ان کے خاص طریقہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مثال کے طور پر، اگرچہ اسلامی فنون کے بعض مورخین نے اسلامی فنون کی جانچ پڑتال میں تاریخیت طریقہ کار کا استعمال کیا ہے لیکن انھوں نے اس کی وضاحت نہیں کی ہے۔ دوسری طرف ہیرمینیٹکس یا فینومینولوجی جیسے بعض دوسرے طریقے بھی دانشوروں کی دلچسپی کا مرکز رہے ہیں تاہم، اسلامی فن پاروں کے مطالعہ اور تفہیم میں ان طریقوں پر مبنی کوئی تحریری کام سامنے نہیں آیا ہے اور صرف اسلامی فنون کے مطالعہ میں ان طریقوں کے استعمال کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ شاید اسلامی فنون کے بارے میں اس اختلاف نظر کی سب سے اہم وجہ مختلف طریقوں کا استعمال ہو۔ اس لئے اسلامی فنون کو جاننے کے لئے استعمال ہونے والے مختلف طریقہ کار کی شناخت اور ہر ایک کا جائزہ اور اسلامی فنون کے مطالعہ میں ان کی اہمیت کے بارے میں مطالعہ بہت ہی ضروری ہے۔

فینومینولوجی (Phenomenology)

فینومینولوجی کی اصطلاح ۱۸ویں صدی میں ایمانوئل کانٹ[۱] اور ہینریک لیمبرٹ[۲] جیسے فلسفیوں نیز ایک دوسرے معنی میں فریڈرک ہیگل کے آثار میں نظر آتی ہے، لیکن ۲۰ویں صدی میں یہ اصطلاح کلاسیکی فینومینولوجی کے بانی ہسرل کے فلسفیانہ طریقہ کو ظاہر کرتی ہے۔ ۱۸ویں صدی میں، لیمبرٹ نے فینومینولوجی کو توہم کے سلسلہ میں ایک نظریہ بتایا ہے جس میں phenomenon سے مراد انسانی تجربے کی خیالی خصوصیات ہیں۔

ہیگل نے اس اصطلاح کو کسی حقیقی چیز کو سمجھنے اور phenomenon کے ذریعہ ذہن کی فطری ماہیت کی شناخت کے لئے استعمال کیا ہے۔ ہسرل نے اسے phenomenon کے بارے میں بنا کسی مفروضے کے وضاحتی مطالعہ بتایا ہے۔

۱- Immanuel Kant (۱۷۲۴-۱۸۰۴): اٹھارویں صدی کا جرمن فلسفی اور روشن خیالی تحریک کے مفکرین میں سے ایک تھا۔

۲- Johann Heinrich Lambert (۱۷۲۸-۱۷۷۷): سوئیس کا ماہر ریاضیات، طبیعیات، فلکیات اور فلسفی

ہسرل نے فینومینولوجی کے نقطہ نظر کو فطری نقطہ نظر کے خلاف ایک قسم کی وضاحتی نفسیات کے معنی میں استعمال کیا ہے، جس میں دو خصوصیت پائی جاتی ہے۔ پہلی یہ کہ یہ ایک طریقہ ہے، اور دوسری یہ کہ یہ عقل وشعور پر منحصر ہے[۱]۔ مارٹن ہائیڈیگر[۲] نے ہسرل کے فینومینولوجی کے نظریہ پر اپنے وجودی فلسفہ کی بنیاد رکھی اور بعد میں پال ریکوئیر[۳] اور ہنس جارج گیڈامر[۴] جیسے دانشوروں نے اسی کی بنیاد پر ہرمینیوٹک فینومینولوجی (Hermeneutic phenomenology) جیسے نظریہ کی وضاحت کی یہاں تک کہ ان تمام مفکرین نے (فلسفی اختلافات کے باوجود) phenomenology کے طریقہ کار کو مشترکہ طور پر استعمال کیا۔

ولہیم ڈلتھی[۵] ان لوگوں میں سے ایک تھا جس نے سٹورٹ میل[۶] جیسے لوگوں کے برخلاف، جو ہیومینٹیز[۷] کے لئے ایک ایسا نمونہ تلاش کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو قدرتی سائنس کے ماڈل سے مماثلت رکھتا ہو، یہ سوال اٹھایا کہ کیا ہیومینٹیز کا طریقہ کار تجرباتی علوم کے طریقہ کار کی طرح ہے یا ایک طرح سے اسے علمی آزادی[۸] حاصل ہے[۹]۔

اس سوال کے جواب میں اور قدرتی علوم کے ساتھ ہیومینٹیز کے علمی طریقہ کار کے تجزیہ میں، ہسرل نے phenomenon کی تجویز پیش کی۔ اس کا ماننا تھا کہ انسانی رجحان کو سمجھنے کے لئے اس

۱- Crowell,Steven, Husserlian Phenomenology,pp23

۲- Martin Heidegger (۱۸۸۹-۱۹۷۶): ایک جرمن فلسفی جو فینومینولوجی، ہرمینیٹکس اور وجودیت پرستی کے لئے مشہور ہے۔

۳- Paul Ricoeur (۱۹۱۳-۲۰۰۵): ایک فرانسیسی فلسفی جو فینومینولوجیکل وضاحت کو ہرمینیٹکس کے ساتھ جوڑنے کے لئے مشہور تھا۔

۴- Hans Georg Gadamer (۱۹۰۰-۲۰۰۲): ایک جرمن فلسفی جو ہرمینیٹکس کے نظریات کے لئے مشہور تھا۔

۵- Wilhelm Dilthey (۱۸۳۳-۱۹۱۱): ایک جرمن مورخ، ماہر نفسیات، ماہر عمرانیات اور ہرمینیوٹک فلسفی

۶- John Stuart Mel (۱۸۰۶-۱۸۷۳): ایک انگریز فلسفی، سیاسی ماہر اقتصادیات اور سیاست دان۔

۷- Humanities

۸- Epistemological independence

۹- Gadamer, Hans Georg, truth and method,p6

کی نوعیت کو جاننا چاہئے اور اسے تجرباتی اور طبعی رجحان کی طرح حاصل کرنے کے طریقے سے بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔

فن جیسے موضوع کو سمجھنے کے لئے، یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے، اور موضوع کا خارجی عوامل جیسے کہ نفسیات، سماجی، تاریخی، سیاسی اور معاشی حالات کی مداخلت کے بنا مطالعہ کیا جاتا ہے بلکہ فینومینولوجی آف آرٹ میں فنی کاموں کی نوعیت اور ماہیت کی وضاحت اور اظہار پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے -

یہ طریقہ مظاہر کی تفصیل اس طرح بیان کرتا ہے جس طرح وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہر وہ چیز جو اپنے آپ کو کسی بھی طرح سے ظاہر کرتی ہے ایک رجحان کہلاتی ہے۔ اس کا مقصد مظاہر کو بنا کسی باہری عناصر کے ظاہر کرنے دینا ہے[۱]۔

آہستہ آہستہ فینومینولوجی کا تصور (فوری آگاہی کے معنی میں) ایک طریقہ کار کے طور پر مفکرین کے سامنے آیا، اور ان میں سے ہر ایک نے اس طریقہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا، اور فلسفیانہ رجحانات کے طریقہ کار سے متاثر ہوکر یہ طریقہ کار، ۲۰ویں صدی میں ہیومینٹیز بشمول دین، ادبی تنقید، فن اور جمالیات کے مطالعہ میں سب سے اہم طریقہ کار بن گیا۔

اسلامی علوم کے میدان میں، ہنری کاربن[۲]، توشی ہیکو ایزوتسو[۳] اور آن ماری شیمل[۴]، اسلامی فنون میں اسماعیل فاروقی[۵]، ہنری اسٹرلن[۶] اور ہنری کاربن ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اس طریقہ کو بروئے کار لاتے ہوئے ہیومینٹیز کے مختلف شعبوں میں تحقیقات انجام دی ہیں۔

۱- کروز، موریس، فلسفہ ہایدگر، ص ۲۵

۲- Henry Carbone (۱۹۰۳ - ۱۹۷۸) ایک فرانسیسی فلسفی اور ایرانولوجی اور اسلامیات کے ماہر۔ انھوں نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ ایران اور مشرق وسطیٰ میں گزارا۔

۳- Toshihiko Izutsu (۱۹۱۴ - ۱۹۹۳): ایک جاپانی اسکالر جو اسلامی علوم اور مذہب کے تقابلی مطالعہ میں ماہر تھا۔

۴- Anne Marie Schimmel (۱۹۲۲ - ۲۰۰۳): ایک جرمن مستشرق اور اسکالر جنہوں نے اسلام بالخصوص تصوف پر وسیع پیمانے پر کام کیا ہے۔

۵- اسماعیل فاروقی (۱۹۲۱ - ۱۹۸۶): ایک فلسطینی نژاد امریکی فلسفی جس نے اسلامی علوم اور بین المذاہب مکالمے پر بڑے پیمانے پر کام کیا۔

۶- Henry Stirling (۱۹۲۸ - ۲۰۲۲): سوئس صحافی اور فن اور معماری کی تاریخ پر مقبول کاموں کے مصنف۔

تاریخیت(Historicism) نقطہ نظر

تاریخیت یا تاریخ کی اصالت بیرونی دنیااور مظاہر کو جاننے کاایک طریقہ ہے جسے تاریخ کے کچھ فلسفیوں نے تجویز کیا ہے۔ یہ طریقہ انسان کو زمانے کی قید سے آزاد اور مطلق حقائق کی بنیاد پر دنیا کو سمجھنے سے نجات دلاتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق تمام سماجی اور ثقافتی مظاہر تاریخی طور پر متعین ہیں اور ان کا تعلق اپنے عہد کے سماجی اور ثقافتی مجموعوں سے ہے۔

فنکار ہمیشہ ایک خاص تاریخی صورت حال میں قید رہتا ہے اور کبھی بھی اپنے زمانے کے دائرے سے باہر نہیں جاسکتا[۱]۔ تاریخیت کے نقطہ نظر سے انسان کے تدریجی ارتقاء کی وجہ سے کوئی ثابت اور مستحکم اصول موجود نہیں ہے اور تمام مظاہر سماجی و تاریخی صورت حال سے پیدا ہونے والی وجوہات پر مبنی ہیں۔ ہر کام اور طرز عمل ایک خاص سماجی صورتحال اور معاشرے کی پیداوار ہے اور اسی میں انسانی شناخت بنتی ہے۔ درحقیقت ہر شخص اور ہر کام اپنی تاریخ کا بنایا ہوا ہے۔

جوہان ہرڈر[۲] اور ہیگل جیسے جرمن آئیڈیلسٹ فلسفیوں نے تاریخیت کے نظریہ کے ارتقاء میں اہم رول ادا کیا ہے۔ ہیگل نے قومی جذبے یا وقت کی روح کے بارے میں بات کی ہے اور اس کا ماننا ہے کہ کوئی بھی فکر خواہ وہ کتنی ہی گہری کیوں نہ ہو وہ زمانے کے فریم ورک سے باہر نہیں جاسکتی[۳]۔ تاریخیت کے نقطہ نظر کے مطابق، کسی بھی واقعہ کا تجزیہ تاریخ کے ایک خاص دور میں ایک واقعہ کے طور پر کیا جانا چاہئے۔

اس طریقہ کار میں یہ مان لیا جاتا ہے کہ فنی شہ پارہ اور یہاں تک کہ فنکار کی دلچسپیاں اور ذوق یا اس کے صور خیال بھی اس دور کے مخصوص سیاق و سباق یا پچھلے عناصر اور عوامل کی وجہ سے معرض وجود میں آتے ہیں۔ یہاں تک کہ تاریخی پس منظر ہی کسی شہ پارہ کی شناخت ہے۔

۱-ہاورز، آرنولد، فلسفہ تاریخ ہنر، ص ۱۴۹

۲-Johann Herder (۱۷۴۴- ۱۸۰۳): ایک جرمن فلسفی، ماہر الہیات، شاعر، اور ادبی نقاد

۳-Hegel Georg, Philosophy of History,p 95

فن کی تاریخ کی کتابوں پر ایک نظر ڈالئے جس میں فنی شہ پارے کے بارے میں بتانے سے پہلے فنکار کی سوانح حیات، تاریخی حالات اور دوسرے تاریخی حوالوں کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتابیں زیادہ تر تاریخیت کی بنیاد پر تحریر کی گئی ہیں۔

اسلامی فن کے مورخین میں، آندرے گوڈارڈ[۱]، ایلگ گربر[۲] اور دوسرے مورخین نے تاریخیت کے نقطہ نظر سے اسلامی فنون کا مطالعہ کیا ہے اور اس کے ظہور کی بنیادوں اور دوسرے عوامل کو اسی نظر سے دیکھا ہے اور دوسری تہذیبوں کے آثار میں اسلامی فنون کے اسلوب اور ہیئت کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے کبھی بھی ہمدردانہ نظر اور داخلی نقطہ نظر سے اسلامی تہذیب کے مرکزی اور بنیادی اجزاء پر توجہ دینے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اجزاء جن کی وجہ سے ایک مسلمان فنکار مصوری کے دوران کبھی بھی عریانیت کی سمت نہیں جاتا، یا جب وہ موسیقی کی تخلیق کرتا ہے تو فحش موسیقی کی طرف نہیں جاتا۔ یہاں تک کہ اس نکتہ کی طرف عدم توجہ کی وجہ سے زیادہ تر مورخین، اسلامی مصوری میں محل اور باغ کی تصویر کو فردوس اور جنت نعیم سے متاثر نہیں سمجھتے بلکہ اسے زمینی باغ مانتے ہیں، یا اسلامی مصوری کے مضامین کو زمینی اور دنیوی مضامین سمجھتے ہیں جب کہ یہ اعلیٰ عرفانی تصورات ہیں جن کا اظہار عرفانی شاعروں نے غزل کی زبان میں بھی کیا ہے۔

تاریخیت کے نقطہ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی فن بازنطینی، ایرانی اور رومی عناصر سے متاثر رہا ہے لیکن وہ مذہبی اجزاء اور بنیادیں جن کی وجہ سے ان مختلف عناصر نے ایک خاص شکل و صورت اختیار کیں اور فن کا ایک نیا امتزاج سامنے آیا، اس پر کوئی توجہ نہیں کرتا۔

۱- Andre Godard (۱۸۸۱-۱۹۶۵): ایک فرانسیسی ماہر آثار قدیمہ، معمار اور مشرق وسطیٰ کے آرٹ کے مورخ جنھوں نے مشرق وسطیٰ کے آثار قدیمہ کا مطالعہ کیا، خاص طور پر ایران کا، اور بعد میں ایران کے قومی عجائب گھر کے ڈیزائن کے لئے مشہور ہوئے، جہاں انہیں ۱۹۳۶ میں افتتاحی ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔ انھوں نے تہران یونیورسٹی کے کیمپس کے ڈیزائن میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

۲- Oleg Grabar (۱۹۲۹-۲۰۱۱) ایک فرانسیسی نژاد آرٹ مورخ، آثار قدیمہ اور اسلامی فنون کا ماہر۔

تاریخیت اور فینو مینولوجی طریقوں کا موازنہ

اگرچہ اسلامی فنون کو جانچنے کے لئے مختلف طریقوں کا استعمال ممکن ہے، تاہم یہ طریقے بعض اوقات اسلامی فنون کی مختلف تشریحات فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر فینو مینولوجی کے طریقہ کار میں تاریخی حدود سے ہٹ کر فن کا جائزہ لیا جاتا ہے اور ان لوگوں کا شیوہ ہے جو اسلامی فنون کا عرفانی نقطہ نظر سے جائزہ لیتے ہیں۔ دوسرا طریقہ تاریخیت کا ہے، جسے مورخین کے ایک گروہ نے استعمال کیا ہے۔ وہ لوگ فن کو ایک تاریخی موضوع سمجھتے ہیں اور شہ پارے کی تخلیق کا زمانہ اور اس سے پہلے اور بعد کے عوامل کا جائزہ لیکر شہ پارے کا دنیاوی اور غیر عرفانی تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

اس کے برخلاف فینو مینولوجی کے طریقہ کار میں کسی بھی فنی شہ پارے کی تخلیق میں تاریخی عوامل، حالات اور سیاق و سباق کو دیکھنے کے بجائے اس کے اندرونی عناصر اور اجزاء کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

تاریخیت کے طریقہ کار میں، کسی بھی فن پارے کو تاریخی عوامل سے الگ کر کے تجزیہ نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ محرکات اور خدشات جن کی وجہ سے فن پاروں کی تخلیق ہوتی ہے، ان کی منصوبہ بندی دوسرے حالات میں ممکن نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ فنی شہ پارے کو تاریخی عمل کے دوران جانچنا ضروری ہے، اور اس کے لئے تاریخی، اقتصادی اور ماحولیاتی عوامل کی شناخت لازمی ہے۔

فینو مینولوجی کے نقطہ نظر سے فنی شہ پارے میں ایسے تصورات اور حقائق موجود ہیں جو زمان و مکان کے سیاق و سباق سے ماوراء ہیں۔ بعض اوقات فنی شہ پارے کا مضمون زمان و مکان کی قید سے بالاتر ہے اور ایک ایسا اعلیٰ تصور پیش کرتا ہے جسے ایک ابدی اور ازلی حقیقت سمجھا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ کار میں زمانہ سے ہٹ کر ایک فنی شہ پارے کی بنیادی حقیقت کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔

درحقیقت اگر ہم کسی فلسفی کو اس کے دور حیات سے متعلق مانتے ہیں تو گویا ہم نے اسے زمانہ کا تابع بنادیا ہے جب کہ فلسفی ہمیشہ حقیقت کی تلاش میں آفاقی سچائیوں کا اظہار کرتا ہے[1]۔ اس نقطہ نظر

۱۔ کربن، ہنری، فلسفہ ایرانی و فلسفہ تطبیقی، ص ۲۹

سے، تاریخ فلسفی کے اندر ہے نہ کہ فلسفی تاریخ میں اور اس نقطہ نظر سے مذاہب یا فلسفیوں کی آفاقی حقیقتوں اور حکمتوں کا ایک دوسرے سے موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے برخلاف تاریخیت کے طریقہ میں سماجی، تاریخی اور جغرافیائی حالات، مذاہب، افکار اور افراد میں جدائی کا سبب بنتے ہیں۔

لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی فنون کے محققین اور اسلامیات کے ماہرین کا وہ گروہ جن کا رجحان فینومینولوجی طریقہ کار کی طرف ہے، وہ ہسرل کے رویے سے متاثر ہیں؛ کیونکہ کلاسیکی فینومینولوجی طریقہ کار کا نقطہ آغاز یہ ہے کہ کسی خیال یا فنی شہ پارے کو تاریخی عوامل سے ہٹ کر تجزیہ کیا جاتا ہے، اور اس طرح مذہبی یا فنی مظاہر کو ثقافتی، سماجی اور تاریخی عوامل سے الگ کر کے جانچا جاتا ہے۔[1]

فینومینولوجی طریقہ کار سے اسلامی فنون کا تجزیہ

اگر فینومینولوجی کے نقطہ نظر سے، اسلامی فنون کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں تمام خارجی عوامل بشمول اس کے وجود کی تاریخی بنیادوں اور تاریخی حالات کو نظرانداز کرنا ہوگا اور اس کے بجائے ہم اس فن کے اندرونی عناصر کا تجزیہ کریں گے جس کے نتیجے میں ہمیں جو معلومات حاصل ہوں گی وہ تاریخ سے ماوراء ہوں گی۔

اس نقطہ نظر سے Phenomenology of Art اور فن کی تاریخ دو مختلف موضوعات ہیں اور اسلامی فنون کی نوعیت و ماہیت کو جاننا اسلامی فنون کی تاریخ پر منحصر نہیں ہوگا۔

مثال کے طور پر، جب ہم کسی مسجد یا چرچ کے فن تعمیر کو فینومینولوجی کے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں، تو ان عناصر اور اجزاء کو مد نظر رکھتے ہیں جو ہمیں نظر آتے ہیں، اور یہی عناصر اس رجحان کے بارے میں ہمارے علم کو تشکیل دیتے ہیں، جس کے ذریعہ ہم روایتی تہذیبوں کے مختلف فنون لطیفہ جیسے کہ مجسمہ سازی، مصوری، موسیقی وغیرہ میں موجود مشترکہ عناصر تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

فینومینولوجی کے نقطہ نظر سے اسلامی فنون کو سمجھنے میں، کوئی شخص فنی شہ پاروں میں ایسے بنیادی تصورات تک پہنچ سکتا ہے جن کی نوعیت آب و ہوا، ماحول اور مخصوص زمانے سے ماوراء ہے؛

۱- خاتمی، محمود، پدیدار شناسی ہنر، ص ۶۵

ایسے عناصر جو اسلامی ثقافت میں مذہب اور فن کے درمیان تعلق کا اظہار کرتے ہیں[۱]۔

اگر ہم اسلامی فنون کا ماوراء تاریخ ہونے کی بنیاد پر تجزیہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی فن ایسی عرفانی اور الوہی حقیقتوں پر مبنی ہے جو زمان و مکان سے ماوراء ہیں یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ وہ ازلی اور ابدی ہیں جس کی وجہ سے ان نظریات کو ہر زمانہ میں تہذیب و تمدن کے تمام شعبوں میں نافذ کیا جاسکتا ہے۔ ان کے نقطہ نظر سے اسلام میں ایسے اجزاء موجود ہیں جو اپنے دور سے آگے اور عباسی، ایلخانی، صفوی یا نئے زمانے کے تاریخی عناصر سے ہٹ کر فنکار میں ایک خاص جذبہ پیدا کرتے ہیں اور ان فکری عناصر کو حکمرانوں کی منشاء، حکومتیں اور تاریخی حالات تک محدود نہیں سمجھنا چاہئے۔

اس طریقہ کار میں محقق یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ کیا اسلامی فن فطرت کی تقلید ہے یا اسلامی نظریات سے مأخوذ ایک تجریدی اور بامعنیٰ اور علامتی فن۔ محقق کسی بھی فنی شہ پارے کا تاریخی عوامل سے ماوراء اور تہذیبی، سماجی اور تاریخی عناصر سے چشم پوشی کرتے ہوئے تجزیہ کرتا ہے اور مختلف تہذیبوں کے فنون لطیفہ میں موجود فرق کو ان کے باطن میں جستجو کرتا ہے۔

اس کے علاوہ، فن کے بعض مورخین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلامی فن مکان اور زمان سے ماوراء ہے اور مسلمان فنکاروں کے پاس ازلی خیالات اور تصورات ہیں جو اسلامی طرز فکر سے جنم لیتے ہیں اور زمانہ کی قید سے آزاد ہیں۔ آرتھر پوپ[۲] کے قول کے مطابق:

> "مسلمان فنکار فن کی تخلیق کے لئے کسی ایسی تکنیک کی تلاش میں تھے جو زمان و مکان کی پابندیوں اور زوال پذیری سے آزاد ہو، جس میں فنا کا ذائقہ نہ ہو بلکہ اس میں بقاء اور جاودانگی پائی جاتی ہو"[۳]۔

۱- شمل، آن ماری، تبیین آیات خداوند، ص ۳۶

۲- Arthur Upham Pope (۱۸۸۱- ۱۹۶۹) ایک امریکی اسکالر، آرٹ اور فن تعمیر کے مورخ، فارسی آرٹ کے ماہر اور سروے آف فارسی آرٹ (۱۹۳۹) کے ایڈیٹر

۳- پوپ، آرٹر، شاہکارہای ہنر ایران، ص ۴

جیمز ڈکی[1]، گنبد اور باغ میں علامتی عناصر کے وجود پر یقین رکھتے ہیں، گنبد کو آسمان اور باغ کو جنت کی علامت بتاتے ہیں اور گنبد پر بنے نقش و نگار کو جنت کے درختوں کی تمثیل مانتے ہیں[2]۔ یہ محققین جانتے ہیں کہ اسلامی فن، مشرقی روایتی ثقافت پر مبنی ہے جو تاریخ سے ماوراء معنوی عناصر سے متاثر ہے اور رنسانس کے بعد یوروپ میں رونما ہونے والے فنون سے مختلف ہے[3]۔

فینومینولوجی کے نقطہ نظر سے اسلامی فنون کے مطالعہ کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی فن اسلامی تہذیب کا خاص فن ہے جو اسلامی طرز فکر سے مأخوذ ہے اور شکل و انداز (Form and Style) میں دیگر ممالک اور مذاہب کے فنون سے مختلف ہے۔

اگر کوئی کہتا ہے کہ اسلامی فنون دوسری تہذیبوں کے فنون سے متاثر ہوئے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اسلامی فنون نے دوسری تہذیبوں کے اثرات کو قبول کیا ہے لیکن اس کے باوجود ان کی انفرادیت پر کوئی حرف نہیں آتا ہے کیونکہ فن کی بہت سی شکلیں اور اسلوب اسلامی ثقافت میں بدل کر دوسرے انداز میں نمودار ہوئے ہیں اور جس طرح اسلامی ثقافت میں ہم عرفان، فلسفہ، تاریخ، آداب و رسوم، نیز خاص سماجی اور انسانی تعلقات پر یقین رکھتے ہیں، بالکل اسی طرح فن بھی ہے اور ایک تہذیب کا دوسری تہذیبوں کے فنون سے متاثر ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہم اس فن کو اس تہذیب سے منسوب نہیں کر سکتے ہیں۔

در حقیقت، ظہور اسلام اور اسلامی ثقافت میں فکری اور اعتقادی بنیادوں کی تشکیل کے ساتھ، فن نے بھی ثقافت کے دیگر شعبوں کی طرح اسلام کی اعتقادی اور فکری بنیادوں کو اپنا لیا جس سے اسے ایک الگ شناخت ملی۔

۱- James Dickey (اگست ۱۹۲۶- ۲۰۲۰): شکاگو کی یونیورسٹی آف الینوائے میں فلسفے کے ممتاز پروفیسر اور ۱۸ویں صدی میں جمالیات اور فلسفہ فن کا ماہر

۲- Dickie ,James ,From Architecture of Islamic World,p34

۳- نجیب، اوغلو، ہندسہ و تزئین در معماری اسلامی، ص ۱۰۴

ہم ایسی بہت سی مثالیں پیش کر سکتے ہیں جہاں اسلامی فن پارے اسلام سے پہلے کے فن سے متاثر ہیں اور اسلامی دور کے بعض فن پارے باز نطیم، ساسانی، رومن اور یونانی تہذیبوں کے کاموں سے مختلف نہیں ہیں۔ فن کے مورخین ایران اور دیگر اسلامی ممالک کے ایسے فن پاروں کی مثالیں دیتے ہیں، جن میں وہی انداز اور خصوصیات پائے جاتے ہیں جو اسلام سے پہلے کے فن میں موجود تھے۔ اسی طرح ہم ایسی مثالیں بھی پیش کر سکتے ہیں جہاں اسلامی دور کے فن پاروں نے مسلمانوں کے عرفانی اور مذہبی عقائد کے زیر اثر، ایک الگ رنگ اختیار کر لیا اور اسلام سے پہلے کے فن سے الگ ہو گئے [۱]۔

اس بات میں کوئی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں ہے کہ مختلف ثقافتیں اور تہذیبیں ایک دوسرے سے متاثر ہوتی ہیں اور ان کے درمیان باہمی تعامل پایا جاتا ہے لیکن اہم نکتہ یہ ہے کہ اسلامی تہذیب میں ایک خاص طرز فکر پیدا ہوئی اور اسلامی تعلیمات نے اس کے فکر، طرز عمل، احساسات اور ذوق پر خاص اثر کیا جس کے نتیجہ میں اسلامی تہذیب میں خاص جمالیاتی ذوق کی تشکیل ہوئی، اور اس بنیاد پر مسلمانوں نے ان فنون میں سے کچھ فنون، تکنیکوں اور شکلوں کو دوسری مقامی یا غیر مقامی تہذیبوں سے اخذ کیا؛ لیکن بعض فنون کو ان کے خیالات کی وجہ سے ایک طرف رکھ دیا گیا اور ان پر توجہ نہیں دی۔

بعض مغربی مورخین اسلامی فن کو دوسری تہذیبوں بالخصوص روم، یونان اور باز نطیم کے فنون سے متاثر بتانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات اگرچہ کسی حد تک صحیح بھی ہے لیکن اس کی بنیادیں زیادہ تر ان کی اسلام دشمنی میں پوشیدہ ہے۔

اسلامی فن تعمیر کے عظیم مورخ، رابرٹ ہیلن برنڈ [۲] کے مطابق، مغربی محققین، اسلامی روایات کو نیچا دکھانے کے لئے اسلامی فنون کو غیر مقامی بتانے کی کوشش کرتے ہیں اور اسلام اور

۱۔ گدار، آندرہ، ہنر ایران، ص ۴۶۸

۲- Robert Helen Brand (2 اگست ۱۹۴۱) ایک برطانوی آرٹ مورخ اور فارسی اور اسلامی فن کا ماہر

عیسائیت کے درمیان دشمنی، جسے خاص طور پر صلیبی جنگوں نے ہوا دی تھی نیز مشرقی لوگوں کے سامنے مغربی لوگوں کی حس برتری اس مسئلے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے میں بے اثر نہیں ہے۔ اسلامی فن تعمیر کو غیر مقامی اور غیر ملکی سمجھنے کے مغربیوں کے رجحان کا تعلق اسلامی ثقافت سے مکمل عدم دلچسپی کی وجہ سے ہو سکتا ہے[۱]۔

نتیجہ

تاریخیت کے نقطہ نظر سے اسلامی فن کی نوعیت اور جوہر کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے تاہم، فینو مینولوجی کے نقطہ نظر کی بنیاد پر، کسی خیال یا تصور کو تاریخی واقعات سے جوڑنے کے بجائے، مذہب کے ان فکری اور مذہبی اجزاء پر توجہ دی جاتی ہے جو اسلامی فنون کے ظہور کا باعث بنتے ہیں، اور محقق مذہبی تعلیمات اور اسلامی ثقافت بشمول فن پر اس کے اثرات پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے۔ اس وجہ سے فینو مینولوجی کے ماہرین یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات میں ایسے کون سے اجزاء اور عناصر ہیں جو ایک خاص قسم کے فن پارے کو قبول کرتے ہیں اور کیا صرف آب و ہوا، ماحول اور زمانہ میں اختلاف کی وجہ سے اسلامی فنون اور جدید فنون میں فرق پایا جاتا ہے یا عقائد و افکار میں اختلاف کی وجہ سے یہ فرق پیدا ہوا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخیت کے طریقہ کار میں کبھی بھی آب و ہوا، ماحول اور زمان و مکان سے ہٹ کر کسی دوسری چیز پر توجہ نہیں دی جاتی ہے اور اسلامی فنون اور جدید فنون کے درمیان تمام اختلافات کو تاریخی اور ماحولیاتی فرق کی حد تک محدود کر دیا جاتا ہے جب کہ فینو مینولوجی کے نقطہ نظر سے اس اختلاف کی بنیاد مذہبی افکار و نظریات میں تلاش کی جاتی ہے۔

۱۔ ہیلن، برنڈ، معماری اسلامی، ص ۴۶-۴۹

منابع و مآخذ

- ❖ اتینگهاوزن ،ریچارد والگ گرابار، هنر و معماری اسلامی، ترجمه : یعقوب آژند،انتشارات سمت، تهران، ۱۳۷۸ش
- ❖ استنفورد، مایکل ،درآمدی بر تاریخ پژوهی، ترجمه : مسعود صادقی، انتشارات سمت، تهران ۱۳۸۴ش
- ❖ پوپ، آرتهر، شاهکارهای هنر ایران، ترجمه: پرویز ناتل خانلری، انتشارات علمی و فرهنگی ، تهران،۱۳۸۰ش
- ❖ خاتمی، محمود، پدیدارشناسی هنر، فرهنگستان هنر، تهران،۱۳۸۷ش
- ❖ خطاط، نسرین، نقد مضمونی وچشم انداز کنونی آن از ژان ریشارد تا میشل فوکو، مجلّه پژوهشنامه فرهنگستان هنر، ش ۸، ۱۳۸۷ش
- ❖ ریخته گران، محمد رضا، پدیدارشناسی هنر مدرنیته، نشر ساقی، تهران، ۱۳۸۲ش
- ❖ ژان، فرانسوا، پدیده شناسی، ترجمه: عبدالکریم رشیدیان، نشرنی، تهران، ۱۳۸۴ش
- ❖ شیمل، آن ماری، تبیین آیات خداوند: نگاهی پدیدارشناسانه به اسلام ،ترجمه: عبدالرحیم گواهی، دفتر نشر فرهنگ اسلامی، تهران، ۱۳۷۶ش
- ❖ ضیمران، محمد ،اندیشه های فلسفی در پایان هزاره دوم، هرمس، تهران، ۱۳۸۰ش
- ❖ عکاشه ،ثروت، نگارگری اسلامی، ترجمه: غلامرضا تهامی، نشر سوره مهر، تهران، ۱۳۸۰ش
- ❖ فرامرز قراملکی، احد، اصول و فنون پژوهش در گستره دین پژوهی، مرکز مدیریت حوزه علمیه، قم، ۱۳۸۳ش
- ❖ گدار، آندره، هنر ایران، ترجمه: بهروز حبیبی، دانشگاه شهید بهشتی، تهران، ۱۳۷۷ش
- ❖ هاوزر، آرنولد، فلسفه تاریخ هنر، ترجمه: محمد تقی فرامرزی، انتشارات نگاه، تهران، ۱۳۸۲ش
- ❖ هاید گر، مارتین سرآغاز کار هنری ترجمه ضیاء شهابی، انتشارات هرمس، تهران، ۱۳۷۹ش
- ❖ هیلن برنڈ، رابرت، معماری اسلامی ،ترجمه: ایرج اعتصام ، شرکت پردازش و برنامه ریزی شهری، تهران، ۱۳۸۶ش

- ❖ Crowell, Steven; Husserlian Phenomenology, From: A Companion to Phenomenology and Existentialism, Edited by Hubert L. Dreyfus., Black Well Publishing Ltd, United State, 2016
- ❖ Gadamer, Hans Georg, Truth and Method; Translated by Joel Weinsheimer and Donald G. Marshall, Sheed & ward, London ,1989
- ❖ Dickie, James; From Architecture of the Islamic World; Edited by Michell, George, Thames & Hudson, London, 1978
- ❖ Hegel, Georg. W. F; Philosophy of History, Translated by J. Sibree, Batoche Books, Canada, 2001